Vol 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

تخلیق کار کا تنقیدی شعور اور براہِ راست تنقیدی اظہار

CRITICAL COUNCIOUSNESS OF THE CREATER AND DIRECT CRITICAL EXPRESSION

ڈاکٹر حنا کنول

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر شبنم نیاز

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

Abstract

The work of literature derives meaning of life by providing civility and politeness to our emotions and feelings. The critical consciousness involved in a creation presents its modren status while interpreting its era. The best creation is based on the social, political, psychological, aesthetic imaginative interpretation and critique of life. Creativity is driven by the human beings and the social environment. In response to which an art piece is created. Thus critical consciousness in creation is a dialectical process which derives from life and applies to life. This is the source , this is the analysis, this is the creation as well as this is the criticism.

Keywords: derives, politeness, emotions, consciousness, interpreting, aesthetic, dialectical, analysis

تخلیق کار کا تنقیدی شعور اور براہِ راست تنقیدی اظہار اردو ادب کے نثری اور منظوم سرمائے میں ابتداء سے شامل ہے۔ ادب کی مکمل تعریف تخلیق کار کے تنقیدی شعور اور تخلیقی عمل میں معاون ثابت ہو گی۔ ادب کیا ہے؟ آرنلڈ کے نزدیک ادب تنقید حیات ہے۔

اگر ادب زندگی کی تنقید ہے تو زندگی کے تمام امور جن کا تعلق انفرادی و اجتماعی عوامل سے ہے ادب کے دائرہ میں شامل ہیں۔ اس طرح ادب تاریخ بھی ہے۔ فلسفہ بھی، معاشیات بھی، عمرانیات بھی، تخیل بھی ہے۔ حقیقت بھی، ادب ماضی کا ترجمان بھی ہے، حال اور مستقبل کا ناقد بھی۔ ادب زندگی کا حسن بھی پیش کرتا ہے اور قباحت بھی۔ ادب ابلاغ بھی ہے اور اظہارِ ذات بھی۔ مختصر یہ کہ:

> ”ادب وہ ہے جو حال کا آئینہ ہو اور مستقبل کا اشاریہ ہو۔ جس میں واقعیت اور تخیلیت، افادیت اور جمالیات ایک آہنگ ہو کر ظاہر ہوں۔ جس میں اجتماعیت و انفرادیت دونوں مل کر ایک مزاج بن جائیں جو ہمارے ذوق حسن اور ذوق عمل دونوں کو ایک ساتھ آسودہ کر سکے۔“ [۱]

مجنوں گورکھپوری ادب کی مندرجہ بالا تعریف میں ماضی کے حوالہ کو یکسر مسترد کر دیتے ہیں۔ ہیگل کے مطابق فلسفہ تاریخ کا نام ہے اور بقول مجنوں گورکھپوری ادب بھی تاریخ ہے۔[۲] تو ماضی براہِ راست شامل تخلیق ہے۔ ادب وقت کی ماضی، حال اور مستقبل کی تقسیم اور اس کی جدلیاتی اور جمالیاتی توضیح ہے اور بقول مجنوں گورکھپوری ”بغیر ماضی کے مطالعہ حال کے مشاہدے اور مستقبل کے تصور کے نہ کوئی صحیح معنوں میں فنکار ہو سکتا ہے اور نہ نقاد۔ اس لیے کہ ان تینوں اجزاء کے امتزاج کے بغیر ہمارے اندر تاریخی بصیرت کے بغیر نئی تخلیق ایک اسقاطی کوشش سے زیادہ قابل قدر نہیں ہو سکتی۔“ [۳]

ادب کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کی تخلیقی عمل کے بارے میں مختلف آراپائی جاتی ہیں جس میں تخلیقی عمل کو نفسیاتی، مارکسی، جمالیاتی نظریات کے مطابق کبھی اظہارِ ذات کبھی سماجی جدلیاتی اصول اور کبھی ابنارملٹی سے منسوب کیا جاتا رہا ہے۔ کسی تخلیق کے وجود میں آنے میں شعور لاشعور کی بحث، وہی اکتسابی حوالہ ادب اور تخلیقی عمل کے بارے میں ابتداء سے شامل ہے۔ افلاطون کے مطابق تخلیقی عمل یا صلاحیت کا تعلق کسی مہربان دیوی کی عطا ہے۔ لان جائنس کے مطابق کسی ادبی تخلیق میں ترفع کی وجہ

Vol 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

وہبی اور اکتسابی صلاحیت کے امتزاج سے ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا کے مطابق:

”تخلیقی عمل اصلاً تین مراحل پر مشتمل ہے۔ طوفان کا مرحلہ جب ذات کے اندر تصادم کا آغاز ہوتا ہے۔ نراج کا مرحلہ جب ذات کے اندر تصادم کا آغاز ہوتا ہے۔ مزاج کا مرحلہ جب بے ہیتی کا تسلط قائم ہو جاتا ہے اور جستب کا مرحلہ جب فنکار وژن آہنگ اور میڈیم کو بیک وقت بروئے کار لا کر بے ہیئتی کو ہیئت مہیا کرتا ہے اور ایسا کر کے خود کو سانس رکنے کے کربناک کیفیات سے نجات دلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔“ ؎۴

ڈاکٹر وزیر آغا مزید وضاحت کرتے ہیں کہ:

”تخلیق فن کی اس تمثل میں چار کردار حصہ لیتے ہیں۔ جب فنکار کی ذات میں چھپی ہوئی تخلیق مشین (جو داخلی آہنگ کو مس کرنے سے حرکت میں آتی ہے) اس سے صورت فضا سے تخلیق کو جنم دیتی ہے تو تخلیق کا داخلی نظام اجتماعی لاشعور کی جہات سے اور خارجی صورت زمانے اور شخصیت کے اجزاء سے مزین ہوتی ہے۔ یہ اپنے زمانے سے منسلک بھی اور اس سے ماورا بھی۔ ؎۵

کولرج کے نزدیک تخلیق کی بنیاد تخیل ہے جو کہ:

”تخیل میرے نزدیک یا تو بنیادی (Primary) ہوتا ہے یا ثانوی۔ بنیادی تخیل کو میں تمام انسانی ادراک اور زندہ قوت کا محرک سمجھتا ہوں اور نفس محدود میں دائمی تخلیقی عمل کے لامحدود ”میں ہوں“ کی تکرار کی حیثیت رکھتا ہے۔ ثانوی تخیل کو میں اس کی صدائے بازگشت سمجھتا ہوں جو شعوری ارادے کے ساتھ ساتھ موجود ہوتا ہے۔“ ؎۶

”یہ عمل وہ اس امتزاجی اور جادو بھری قوت کے ذریعہ کرتا ہے جس کو ہم نے خاص طور پر ”تخیل“ کا نام دیا ہے۔ یہ قوت پہلے ارادہ اور تفہیم کے ذریعہ عمل میں آتی ہے اور پھر ان کے ناگزیر اور اٹل کنٹرول ہے (حالانکہ یہ کنٹرول بہت دھیما اور چھپا ہوا ہوتا ہے) کے ذریعہ متضاد یا بے ربط صفات کے درمیان توازن اور مفاہمت پیدا کر کے خود کو ظاہر کرتی ہے۔ جہاں یک رنگی اختلاف کے ساتھ عام، موجود و حقیقی کے ساتھ، خیال، تمثال کے ساتھ، فرد، نمائندہ کے ساتھ، ندرت تازگی کا احساس پرانے اور مانوس کے ساتھ، غیر معمولی جذبات کی کیفیت، معمولی کیفیت کے ساتھ ہمیشہ زندہ اور مستقلاً قادر فیصلے گہرے اور شدید جوش و احساس کے ساتھ مل جاتے ہیں۔“ ؎۷

کولرج اور افلاطون کے نظریہ تخلیق اور غالب کے تخلیقی نظریے یکساں دکھائی دیتے ہیں کہ:

؎ آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں
غالب صریر خامہ نوائے سروش ہے

اقبال کے نزدیک بھی یہی وہبی عمل کارفرما دکھائی دیتا ہے کہ:

؎ میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسن معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنابندی

وزیر آغا کے نزدیک:

Vol 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"جب کبھی اجتماعی لاشعور ایک زندہ تجربے میں ڈھلتا ہے اور زمانے پر اثرانداز ہوتا ہے تو یہ واقعہ سب سے بڑا تخلیقی عمل قرار پاتا ہے۔"۸

فرائڈ کے نزدیک تخلیقی عمل کی وجہ نفسیاتی الجھنیں ہیں اور اس میں معروضی دنیا کو اہمیت حاصل ہے۔ کروچے کے نزدیک ایک حسین فن پارہ دراصل وجدان پر مبنی ہوتا ہے اور وجدان کا مکرر اظہار ممکن ہی نہیں۔ یعنی تخلیقی عمل میں "اظہار" ہی فن کی صورت ہے۔

"گراہم ویلیس نے مشہور جرمن سائنسدان بل موز کے اس بیان سے جو اس نے اپنے تخلیقی عمل کے بارے میں دیا تھا یہ نتیجہ اخذ کیا کہ تخلیق کار کا عمل چار واضح مدارج پر مشتمل ہے۔ تیاری، پرورش، تنویر اور تصدیق۔"۹

مختصر انداز میں تخلیقی عمل کے مراحل سے حرف نظر تخلیق کار وہ ہے جسے قدرت کی طرف سے تخلیقی اوصاف ودیعت ہوں اور لان جائنس کے مطابق وہ شاندار تخلیق میں اپنے وہبی اوصاف سے اکتساب کے ساتھ تخلیقی عمل کو مکمل کرتے ہوئے ایسا فن پارہ تخلیق کرے جس میں ترفع ہو۔

تخلیقی عمل میں اکتسابی و وہبی، شعوری و لاشعوری، انفرادی و اجتماعی تجربات دونوں یکساں شامل ہیں۔ اس لیے تخلیقی تجربہ:

"بالکل انفرادی، عمومی اور ذاتی نہیں ہو سکتا۔ اس تجربے میں سماجی رشتوں کی بصیرت بھی شامل ہو گی۔ اس کے عہد کے حالات کی کسی حد تک اس کی نفسیات اور سماج کے اس طبقے کا اثر بھی جس سے رائٹر کا تعلق ہے۔۱۰

تخلیقی عمل کے مرحلہ سے گزر کر ایک تخلیق کسی فنکار کے ذاتی اور اجتماعی احساس کی ترجمان ہوتی ہے۔ اس میں شامل موضوعات و تنقید حیات و کائنات عصری حسّیت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میر کی شاعری میں میر کی ذاتی زندگی سے ان کے دور کے حالات بھی واضح ہوتے ہیں۔

ایسی تخلیق ہی کے مطابق:

"بیلنسکی (Belinsky) نے پشکن (Pushkin) کے ناول کو روسی زندگی کا انسائیکلوپیڈیا کہا ہے۔"۱۱

کسی تخلیق میں واقعات کا سادہ فطری اور عمومی بیان ہی فن کی جان ہے۔ یہی واقعاتی ریکارڈ آرنلڈ کے نزدیک فن کو زندگی سے قریب کرتا ہے اور تخلیق تنقید حیات کہلاتی ہے۔

براہِ راست تنقید سے مراد کسی فن پارہ میں شامل اصناف ادب کے فنی موضوعات پر تنقید ہے۔ اس میں مولانا حالی کے "مقدمہ شعر و شاعری (۱۸۹۳ء) سے لے کر آج تک کی ساختیات و پس ساختیات و مشرقی شعریات" جیسی تخلیقات شامل ہیں۔ جس میں ادب کے فن کے حوالے سے تنقید شامل ہے۔ فنی تنقید میں شاعری کیا ہے؟ اصناف سخن کے اجزائے ترکیبی کون کون سے ہیں؟ تخیل کسے کہتے ہیں؟ ادب عالیہ سے کیا مراد ہے؟ شاعری میں تشبیہ اور استعارے کا کیا مقام ہے؟ ردیف اور قافیے کے مسائل شعرا کی تراکیب و موضوعات کا موازنہ آمد اور آورد کا مفہوم۔ لسانی تخلیق اور اس کے عناصر فن پارے کی ماہیئت کی اساس ہیں۔ ان سوالات اور مضامین کے ساتھ علم تنقید کا براہِ راست تعلق ہے۔ مغربی اور مشرقی ادب میں یہ تنقید یکساں ہے۔

براہِ راست تنقید کا دوسرا رُخ فکری ہے۔ کسی فن پارہ میں یہ تنقید موضوعات کے ساتھ واضح نظر آتی ہے اور کبھی بین السطور تنقید حیات کا فرض سرانجام دیتی ہے۔ فکری تنقید میں تہذیبی و سیاسی و سماجی عوامل، اجتماعی لاشعور، ماضی کی جھلک اور مستقبل کا لائحہ عمل شامل ہوتا ہے۔ اردو ادب میں فکری تنقید شاعری اور نثر دونوں میں یکساں کردار ادا کرتی رہی ہے۔ اس کی مثال غالب کی شاعری، اقبال کی غزلیات اور فیض کی نظموں میراں جی کی دھرتی پوجان م راشد کی بغاوت، مجید امجد کا کائناتی مشاہدہ، کشور ناہید کی تانیثیت سے واضح ہے۔ نثر میں ناول، افسانہ، خاکہ نگاری، سفر نامہ، سوانح عمری، تاریخ نگاری، مزاح نگاری و دیگر مضامین شامل ہیں۔ اس طرح ہر تخلیق یا فن پارہ انسانی اقدار کا ترجمان ہے اور زندگی کے معاملات اور مسائل پر کڑی تنقید ہے۔ ادب کا کام تنقید حیات سے لے کر کشف ذات تک ہے۔ کسی بھی تخلیق میں شامل تنقیدی شعور براہِ راست بالواسطہ ذاتی اور اجتماعی دونوں حوالے پیش کرتا ہے۔ یہ ادب کو محض انخلاء جذبات کا ذریعہ ہی نہیں بناتا بلکہ کائنات کے اسرار و رموز کی وضاحت اور معاشرتی اور سماجی حالات کے روزنامچہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے کے ادب میں اس کے عہد کے سیاسی و سماجی، تہذیبی اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ اس لیے ادیب کی ذمہ داری و

Vol 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

آزادی اظہار بھی معاشرے کے قوانین کے تابع ہوتا ہے۔ تخلیقی عمل یا کوئی فن پارہ خلاء میں تخلیق نہیں ہوتا یا ماوراء کائنات نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ لاشعوری طور پر ہر ادیب اپنے ارد گرد کی چیزوں سے کبھی متاثر ہوتا ہے اور کبھی متنفر۔ کبھی ادب برائے ادب کا نعرہ لگایا جاتا ہے اور کبھی ادب برائے مقصد کا۔

معرکہ تخلیق و تنقید میں تنقید پہلے ہے یا تخلیق یہ بحث عرصے سے شامل موضوع رہی ہے۔ کوئی بھی فن پارہ اپنی اساس تنقید کے بغیر قائم نہیں کر سکتا۔ موضوع اور ہیئت کا خیال ہی تنقیدی بصیرت کی دلیل ہے۔ کسی تخلیق میں تنقیدی شعور شعوری یا لاشعوری حوالے سے فنی یا فکری دونوں طرح شامل ہوتا ہے۔ آرنلڈ کے مطابق:

"پہلے تنقید اور اس کے بعد تخلیقی سرگرمی کا وقت آتا ہے۔ تخلیقی سرگرمی کو لازمی طور پر تنقیدی شعور و کاوش کے بعد ظہور میں آنا چاہیے۔" ۱۲

جب تنقید اپنا کام کر چکتی ہے جب تنقید فضا کو سازگار بنا چکتی ہے اور خیالات کے نظام کو ایک ایسے نقطے پر پہنچا دیتی ہے تو پھر تخلیقی فنکار اپنے اندر ایک گرمی اور عمل کی قوت محسوس کرتا ہے۔

تخلیق کار میں تنقیدی شعور اور ناقد میں تخلیقی اپج دونوں حوالے ساتھ ساتھ قائم ہیں۔ تخلیقات میں شامل تنقیدی شعور کے حوالے سے جیلانی کامران لکھتے ہیں کہ:

"کوئی بھی ادب اپنی تنقیدی اساس کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کے ادب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان کا علم شعر تخلیق و تنقید دونوں سے مل کر بنا ہے۔ ان کی تخلیقات ہی میں ان کا علم تنقید ہے۔" ۱۳

براہِ راست اور بالواسطہ تنقید غالب کی شاعری میں واضح ہے کہ فنی حوالے سے یہ شعر:

گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھیے
جو لفظ کہ غالب! مرے اشعار میں آوے

اس طرح فکری زاویے غالب کے اس شعر میں مخفی تنقیدی شعور کو پیش کرتے ہیں کہ:

جب کہ تجھ بن کوئی نہیں موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟

یہ تنقیدی نکات غالب سے پہلے بھی شاعری کی اساس تھے اور آج بھی ہیں۔ تخلیق میں شامل فکری تنقید فلسفۂ حیات، رازِ کائنات، سماجی و سیاسی شعور، انفرادی اور اجتماعی مسائل، ادب کی روایت، اخلاقی و ذہنی صورتحال معاشرہ، معاشی و نفسیاتی مسائل پیش کرنے میں اپنا کردار ادا کرتی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "ادب جماعت اور افراد کی زندگی کی نہ صرف تصویر ہے بلکہ اس کی تنقید بھی ہے۔"۱۴ اس طرح ایک کامیاب تخلیق میں جب واقعیت اور تخیلیت افادیت اور جمالیت ایک آہنگ ہو کر ظاہر ہوں اور جس میں اجتماعیت اور انفرادیت دونوں مل کر ایک مزاج بن جائیں جو ہمارے ذوقِ حسن اور ذوقِ عمل دونوں کو ایک ساتھ آسودہ کر سکے اور زندگی کی حقیقت اور تفہیم پیش کرنے میں کامیاب ہو۔ یہ نکات تنقید اور تخلیق کو ایک مقام پر اکٹھا کرتے ہوئے اس مکمل شخصیت یا ادیب کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو تخلیق کار کہلاتا ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے نزدیک:

"ایک تنقید، تنقید حیات ہے یعنی وہ صلاحیت جس کی مدد سے تخلیق کار زندگی کے مختلف رویوں سے رد و قبول کی بنا پر اپنے لیے خام مواد حاصل کرتا ہے اور اس کے سامنے اشیاء و حوادث اور وقوعات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہوتا ہے، مگر وہ ان میں سے صرف ایک کا انتخاب کرتا ہے اور پھر موضوعِ سخن یا اپنا مقصود قرار دیتا ہے۔ گو بظاہر یہ صلاحیت غیر شعوری یا جبلی نظر آتی ہے لیکن در حقیقت یہ اس اندازِ نظر کی مرہونِ منت ہوتی ہے جس کی تشکیل میں فلسفہ حیات سے لے کر مقصودِ فن تک بہت سے عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ دوسری تنقید تخلیق کے بعد جنم لیتی ہے۔" ۱۵

ڈاکٹر سلیم اختر نے تنقید کی اسی دوسری قسم کی بات کی کہ اس کی اساس بھی تخلیق پر قائم ہے۔ اس سے مراد تخلیق کی فکری اساس ہے جس پر ایک تخلیق میں شامل

Vol 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

مختلف نکات تنقید کے مختلف دبستانوں کو جنم دیتے ہیں۔ جس میں نفسیاتی تنقید، بشریاتی تنقید، وجودی فکر، تاثراتی تنقید، جمالیاتی تنقید، تاریخی تنقید، اسلوبیاتی تنقید، ہیئتی تنقید، مارکسی تنقید، ساختیاتی تنقید، امتزاجی تنقید، قاری اساس تنقید وغیرہ شامل ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ تنقیدی نظریات بدلتے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ تخلیق میں کارفرماوہ پس منظر ہے جو اس دور کے ماحول سے وابستہ ہے۔ یہی پس منظر ہے جو اس دور کے ماحول سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی نفسیاتی تنقید کا دور ہوتا ہے تو کبھی ساختیاتی تنقید مقبولیت حاصل کرتی ہے۔ تنقیدی رجحان تخلیق ہی فراہم کرتی ہے۔ ابتدائی منظوم سرمائے پر نظرثانی کی جائے تو قصیدہ، ہجو، مثنوی، مرثیہ، شہر آشوب میں شامل تنقیدی زاویے اس دور کے حالات و واقعات کے عکاس ملتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ناول اور داستان میں شامل کہانی کا انداز اور بیان اس دور کے ادیب اور ماحول کو واضح کرتے ہوئے ان عنوانات اور ہیئتوں کے چناؤ کے محرکات فراہم کرتے ہیں اور اس کی پیش کش میں شامل تنقیدی شعور کے انفرادی اور اجتماعی حوالے تخلیق اور تنقید کے قدیم رشتے کا ثبوت ہیں۔ اردو شاعری کبھی مکمل جمالیاتی حظ ہی نہیں دکھائی دیتی بلکہ اس میں شعورِ ذات و کائنات بھی ہے۔ معاشرتی رسوم و رواج مذہب، تہذیب و معاشرت کا سرمایہ بھی۔ عوامی مزاج اور دھرتی کی بو باس، عید تہواروں کا ذکر، ہندوستانی شعرا کے کلام میں رومانیت اور حقیقت کے امتزاج کے ساتھ معاشرے کے نظام کا اظہار بھی شامل ہے۔ لوک گیت، نظیر اکبر آبادی کی نظمیں، عوامی مزاج کی نمائندگی کرتی ہیں۔ نظم و غزل میں بھرپور سماجی شعور اردو شاعری کا زریں دور کہلانے کا مستحق ہے جو ابتدا سے آج تک قائم ہے۔ تخلیقی نثر میں فکری حوالے مزید واضح اور گہرے مشاہدے اور تجربے سے شامل ہیں۔ کسی تخلیق میں شامل تنقیدی شعور اپنے دور کی ترجمانی کرتے ہوئے عصری حسیت کو پیش کرتا ہے۔ اسی لیے:

> ”ادب سماج کی جدلیاتی تاریخ ہے۔ وہ شخصیت کا اظہار بھی ہے اور کسی قوم کی فکری تاریخ بھی۔ وہ سماج کی ذہنی اور عینی ترقیوں کی تخلیقی ترجمانی بھی کرتا ہے اور دنیائے خواب کی آبادی سے مماثلت بھی رکھتا ہے۔ وہ عمرانیات اور مطلق حسن کی جلوہ بازیوں سے بھی سرمایہ انبساط فراہم کرتا ہے۔ حرکت، ادب کی فطرت ہے۔ وہ روشنی کا جویا بھی ہے اور سراپا روشنی بھی۔ وہ تاریخی عمل میں متعینہ مفادات کے درمیان جدوجہد اور تصادم کے منطقی نتائج کا مطالعہ کرتا ہے۔ ادب انسانی زندگی کا ایک خارجی مظہر ہے جو خیالات اور شعوری ارتقا کا یقین کرتا ہے۔“ ۱۶

مندرجہ بالا تمام عوامل ادب میں یا کسی تخلیق میں اسی وقت ظاہر ہو سکتے ہیں جب کسی ادیب میں بہتر تنقیدی شعور اور مشاہداتی اور تجزیاتی صلاحیت ہو۔ تخلیقات میں تنقیدی شعور کے تین واضح زاویے ہیں جس میں فلسفہ و فکر، ادبی تاریخ، کلچر شامل ہیں۔ اردو شعری سرمائے میں فلسفہ و فکر کی مثال درد کی صوفیانہ شاعری اور غالب کے شعری سرمائے میں سائنسی شعور کی آمیزش واضح مثالیں ہیں۔ سرسید کے نثری فن پارے فلسفیانہ توجیہہ پیش کرتے ہوئے عصری مسائل کا حل فراہم کرتے ہیں۔ یہی صورتحال ادبی تاریخ کی ہے۔ ادبی تاریخ سے واقفیت اور تاریخی شعور کے بغیر بقول ایلیٹ کوئی جدت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے روایت کا شعور لازمی ہے۔ تیسری چیز جو کسی فن پارہ میں تنقیدی شعور میں معاون بنتی ہے۔ وہ کلچر کی سطح ہے کہ زندگی کی ساری سرگرمیوں خواہ وہ ذہنی ہوں یا مادی، خارجی ہوں یا داخلی کلچر اس کا احاطہ کرتا ہے۔ کلچر میں مذہب، عقائد، زبان و ادب، علم و فنون، ہنر و دستکاری، معاملات و معاشرت، رسم و رواج، افعال ارادی و قوانین شامل ہیں۔ کلچر کا تعلق سماج سے بھی ہے اور تاریخ سے بھی۔ زبان سے بھی ہے، ادب سے بھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک کامیاب تخلیق میں شامل تنقیدی شعور بیک وقت سماجی، نفسیاتی، جمالیاتی، فکری اور تخلیقی صلاحیت، حقیقت اور تخیل کے امتزاج سے زندگی کی تفسیر و تنقید پیش کرتا ہے۔

ادب کا کام ہمارے جذبات و احساسات کی تہذیب و شائستگی فراہم کر کے زندگی کے معنی اخذ کرنا ہے۔ ماضی کو حال سے اور حال کو مستقبل سے اس طرح جوڑنا ہے کہ زمانہ ایک اکائی بن جائے۔ مولانا روم کی شاعری میں مقصد موجود ہے اور ڈپٹی نذیر کے ناول بھی مقصدی و اصلاحی درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن مولانا روم نے اپنی تخلیقات سے فلسفہ حیات کو حقیقت سے ایسا یکجا کر دیا ہے کہ یہ حقیقی زندگی سے بھی زیادہ حقیقت کے قریب دکھائی دیتا ہے۔ مولانا روم کی شاعری اسی وجہ سے ڈپٹی نذیر کے مقابلے میں زمان و مکاں سے بے نیاز ہو کر آفاقی ہو گئی ہے۔ جبکہ نذیر احمد کے ناول اپنے عہد کے مخصوص ماحول تک محدود ہو گئے جو ادیب یا تخلیق یہ درجہ حاصل کر لے اس کا فلسفہ اور شعور زندگی کے تجزیاتی زاویے انفرادی نہیں اجتماعی انداز پیش کرتے ہوئے اپنے دور کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہی تنقیدی شعور ماضی کا ورثہ حال کی آواز اور مستقبل کا محافظ بنتا ہے۔

Vol 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

بہترین ادب یا تخلیق اپنے زمانے کے شعور کو آنے والے زمانے کے شعور سے ہم آہنگ کر کے برسوں بعد بھی اسی طرح متاثر کرتا ہے۔ ادب اس آگہی و شعور اور روح کا اظہار ہے جو اپنے زمانے میں معنی کی ایک تہہ کھولتا ہے اور آنے والے زمانوں میں بھی وہی الفاظ اور لفظوں کی وہی ترتیب و معنی احساس و آگہی و شعور کی نئی تہیں کھولتا ہے اور زمانہ جب وقت کی مسافت طے کر کے مستقبل کی منزل چھوتا ہے تو ادب پارہ کا سورج اپنی تمازت و روشنی سے اسے منور کر دیتا ہے۔ اس کی عمدہ مثال غالب، میر، اقبال، فیض، ناصر کاظمی کی شاعری ہے۔ یہی ناقدانہ شعور عصری حسیت، فلسفیانہ انداز اور تنقید حیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ترنم ریاض کے مطابق:

> ”ہماری تخلیقات کا سبب ریاستی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والی سیاسی، سماجی اور معاشی تبدیلیاں ہیں۔ ہماری تخلیقات ہمارے اندر کا وہ کرب ہے جو ان تبدیلیوں کا ردعمل ہے۔“ ۱۷

تخلیقات کا محرک انسانی ذات اور سماجی ماحول ہوتا ہے جس کے ردِ عمل میں کوئی فن پارہ جنم لیتا ہے اور پھر اس کی تخلیق کے بعد ردِ عمل کے طور پر اس میں سے تنقیدی زاویے لائے جاتے ہیں۔ اس طرح تخلیقات میں تنقیدی شعور یا فکری شعور ایک جدلیاتی عمل ہے جو زندگی سے اخذ کرتا ہے اور زندگی پر اطلاق کرتا ہے۔ ماخذ بھی یہی ہے اور تجزیہ بھی یہی۔ تخلیق بھی یہی ہے اور تنقید بھی یہی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مجنوں گورکھپوری، ادب اور زندگی، لاہور: مکتبہ دانیال، ۱۹۶۹ء، ص ۷۵

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ڈاکٹر وزیر آغا، تخلیقی عمل، سرگودھا: اکتوبر ۱۹۷۰ء، ص ۲۰۳

۵۔ ڈاکٹر وزیر آغا ”تخلیقی عمل“

۶۔ ”ارسطو سے ایلیٹ تک“ مترجم ڈاکٹر جمیل جالبی، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۱

۷۔ ایضاً

۸۔ ”تخلیقی عمل“

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ”میخائل خراپ شنکو“ (Milhail Kharapchenko)، رائٹر کی تخلیقی شخصیت مشمولہ ماہنامہ صریر، کراچی، ۱۹۹۲ء، ص ۹۷

۱۱۔ یونس خان، لسانی فلسفہ اور فکشن کی شعریات، لاہور: سعادت پریس، ۲۰۰۱ء، ص ۹۷

۱۲۔ ارسطو سے ایلیٹ تک، ص ۳۶۷

۱۳۔ جیلانی کامران، تنقید کا نیا پس منظر، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۸۶ء، ص ۱۹

۱۴۔ اردو نثر کا فنی ارتقا، مرتبہ فرمان فتح پوری، کراچی: اردو اکیڈمی، ۱۹۸۹ء، ص ۱۵۵

۱۵۔ ڈاکٹر سلیم اختر، تخلیق، تخلیقی شخصیت اور تنقیدی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص ۶۶۲

۱۶۔ ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی، معروضی تنقید، کراچی: رائل بک، ص ۲۱

۱۷۔ ترنم ریاض، میرے تخلیقی محرکات اور آج کی ادبی فضا، مشمولہ اردو ادب کا بدلتا منظر نامہ اردو مابعد جدیدیت پر مکالمہ، مرتبہ گوپی چند نارنگ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ص ۴۹۷